من عرف نفسه فقد عرف ربه (حضرت علیؓ)
He who KNEW himself, no doubt KNEW ALLAH
al-marifat.org

شیخ المشائخ سلطان العارفین

خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوریؒ

حضرت خواجہ غلام محمد صاحب دین پوری کا اصل مولد اور وطن موضع عالماں شرقی چاہ فتح خان کوٹ ملدیو تحصیل و ضلع جھنگ ہے آپ وقت کے کامل ولی تھے۔ آپ سے امامِ انقلاب حضرت عبید اللہ سندھیؒ اور حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ ایسے بزرگوں نے فیض حاصل کیا۔ آپ کا خاندان کیانی بلوچوں کی ایک شاخ رند سے تعلق رکھتا ہے۔ محمد بن قاسم کے حملہ سندھ کے دوران آپکے بزرگ سندھ اور پنجاب آ گئے تھے۔ بعد میں ڈیرہ غازی خان میں اقامت اختیار کی۔ لیکن مینگل تاجدار نصیر الدین محمد ہمایوں نے جب ایران سے واپسی پر شیر شاہ سوری سے اقتدارِ حکومت چھینا تو اس مہم میں خواجہ صاحب کے ایک بزرگ عالم خان نے ہمایوں کی فوجی امداد کی۔ جس کے صلہ میں ہمایوں نے دریائے جہلم کے کنارے وسیع جاگیر عطا کی یہی جاگیر آج تک عالم خان کی اولاد کے پاس موجود ہے۔ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں جب پنجاب میں داراشکوہ نے بغاوت کی تھی تو اس خاندان کے ایک سردار عاقل خان نے عالمگیر کی فوجی امداد کی جس کے صلہ میں اسے موضع کوٹ عیسیٰ شاہ کے قریب وسیع جاگیر ملی۔ کیانی بلوچوں کے پاس اس وقت جس قدر زرعی اراضی موجود ہے وہ عالم خان اور عاقل خان کے توسط سے ان تک پہنچی ہے۔ حضرت خواجہ غلام محمد صاحب کے بزرگ سردار نور محمد خان جو اپنے خاندان کے سربراہ تھے اور جاگیر کے منتظمِ اعلیٰ بھی، مگر بڑھاپے کی وجہ سے انہوں نے فصلوں کی بٹائی وغیرہ کا انتظام اپنے بڑے لڑکے محمد اسماعیل خان کے سپرد کیا ہوا تھا۔ سردار نور محمد خان کی اولاد میں تین لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ محمد اسماعیل خان بڑے تھے۔ وہ جاگیر کے منتظم مقرر ہوئے۔ حضرت خواجہ غلام محمد منجھلے اور غلام رسول چھوٹے تھے۔

خواجہ صاحب کی ولادت ۱۲۴۲ھ میں ہوئی۔ ابھی سات ہی برس کے تھے کہ آپ کے والد کو ایک واقعہ سے سخت روحانی و ذہنی صدمہ پہنچا۔ جس کے بعد انہوں نے جھنگ کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا۔ واقعہ یوں ہوا کہ محمد اسماعیل خان مزارعین سے بٹائی لے رہے تھے۔ دیہاتوں میں صدیوں سے رواج چلا آ رہا ہے کہ جب فصل کے ڈھیر لگ جاتے ہیں اور بٹائی شروع ہوتی ہے اس وقت دیہات کے فقراء اور غرباء بھی پہنچ جاتے ہیں۔ اور ان کو بھی حصہ فصل سے ادا کیا جاتا ہے۔ چنانچہ بہت سے غریب لوگ بٹائی کے وقت موجود تھے لیکن تقسیم میں کچھ تنازع ہونے کی وجہ سے غرباء کو کافی دیر انتظار کرنا پڑا۔ اس دوران سردار نور محمد خان بھی موقع پر پہنچ گئے انہوں نے غرباء کو دیکھ کر اپنے بیٹے سے کہا کہ پہلے ان لوگوں کو فارغ کردو جو صبح سے بیٹھے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا حق مخصوص فرمایا ہے۔ لیکن محمد اسماعیل خان نے والد کی بات پر کوئی توجہ نہ دی۔ اور مزارعین سے حساب کرنے میں مصروف رہے۔ آپ کو اپنے بیٹے کی یہ روش سخت ناگوار گزری۔ عالمِ

من عرف نفسه فقد عرف ربه (حضرت علیؑ)
He who KNEW himself, no doubt KNEW ALLAH
al-marifat.org

ناراضگی میں گھر آئے اور حکم دیا کہ میں حج کی نیت سے جا رہا ہوں چنانچہ چند روز کے بعد اپنی اہلیہ، دو بچوں اور دو لڑکیوں کو لے کر سفرِ حج پر روانہ ہوگئے۔ جب یہ قافلہ ریاست بہاولپور کے قصبہ ''ٹبی کرائی'' پہنچا تو تھکان اُتارنے کے لئے یہاں چند روز قیام کیا۔ قیام کے دوران مولانا عبدالقادر جو بستی مولویاں بہاولپور کے عالم خاندان سے تھے، اُن سے ملاقات ہوئی دونوں میں تعلقات پیدا ہوگئے جو جلد ہی گہرے ہوتے چلے گئے۔ ٹبی کرائی میں قیام کے دوران سردار نور محمد خان بیمار ہوئے۔ یہیں وفات پائی اور اسی قصبہ میں دفن ہوئے۔

اب اس قافلے میں دو کم سن بچے، دو لڑکیاں اور ان کی والدہ تھیں۔ خواجہ صاحب کی والدہ نے ٹبی کرائی میں سکونت اختیار کرلی۔ حضرت کی والدہ محنت مزدوری کرتیں اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتیں۔ ''بستی مولویاں'' میں ایک جامع مسجد تھی جس سے ملحق عربی مدرسہ تھا۔ جس میں درسِ نظامی کا انتظام تھا۔ حضرت خواجہ صاحب کو اس مدرسہ میں داخل کروادیا گیا۔ بعد میں آپ کی والدہ ماجدہ نے ٹبی کرائی سے سکونت ترک کرکے بستی مولویاں میں رہائش اختیار کرلی۔ خواجہ صاحب مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتے اور والدہ محترمہ کے ساتھ محنت مزدوری بھی کرتے۔ اس طرح یہ روحانی لعل و گوہر عرفان کی منزلیں طے کرتا رہا۔ خواجہ صاحب ابھی شرح جامی پڑھ رہے تھے کہ اتفاق سے حضرت حافظ محمد صدیق صاحب بھرچونڈی شریف سندھ والے بستی مولویاں تشریف لائے اور مدرسہ میں طالبعلموں کو دیکھا۔ حضرت خواجہ صاحب کو دیکھنے کے بعد آپ نے دریافت کیا کہ یہ لڑکا کس کا ہے؟ جواب ملا یتیم۔ آپ نے فرمایا دریتیم! اسے میرے حوالے کردیں اس بچے کی پیشانی مستقبل کے ولی کامل کی علامت ہے۔ چنانچہ خواجہ صاحب اپنے خاندان سمیت حافظ محمد صدیق کے ساتھ بھرچونڈی شریف روانہ ہو گئے اور پھر بیس سال تک بھرچونڈی کے لنگر خانہ میں خدمت انجام دیتے رہے۔ اس مدت میں حافظ صاحب نے خواجہ صاحب کو بیعت کر لیا اور مجاز کے حقوق عطا کئے۔ خواجہ صاحب کی والدہ محترمہ بھی صاحبِ مجاز تھیں اور ایک روایت کے مطابق جنات ان کی بیعت میں داخل تھے۔

آپ ابھی بھرچونڈی شریف میں ہی تھے کہ مولانا عبدالقادر جن سے ٹبی کرائی میں آپ کے والد محترم کے تعلقات استوار ہوئے تھے، حافظ محمد صدیق کی خدمت میں آکر بیعت ہوئے۔ اب مولانا عبدالقادر اور حضرت خواجہ دین پوری صاحب پیر بھائی بھی بن گئے۔ دونوں خاندانوں میں تعلقات مزید گہرے ہوئے۔ چنانچہ حضرت خواجہ غلام محمد صاحب کی پہلی شادی مولانا عبدالقادر کے مشورے سے ایک سفیر کی بیٹی سے ہوئی لیکن یہ اہلیہ کچھ مدت بعد وفات پاگئیں۔ حافظ محمد صدیق صاحب نے حضرت خواجہ کو ہدایت کی کہ بہاولپور میں رہائش اختیار کرکے مخلوقِ خدا کو دین کی دعوت دیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ غلام محمد صاحب دین پوری مرشد کی ہدایات اور اجازت سے قصبہ خان پور ضلع رحیم یار خان چلے آئے۔ کچھ عرصہ بستی گھوٹہ میں رہے مگر یہاں کا ماحول ان کے مزاج کے خلاف تھا۔ لہذا جلد ہی اس بستی کو چھوڑ کر موجودہ قصبہ دین پور شریف میں آگئے۔ یہاں وسیع اور گھنا جنگل تھا۔ آس پاس کوئی آبادی نہ تھی۔ آپ اسی جنگل میں رہائش پذیر ہوگئے۔ یہ علاقہ جو ایک عورت کی ملکیت تھا آپ نے باقاعدہ طور پر خرید کر ایک جھونپڑا تیار کیا۔ یہاں کے لوگ جنگلی درندوں کے خوف سے یہاں

من عرف نفسه فقد عرف ربه (حضرت علیؑ)
He who KNEW himself, no doubt KNEW ALLAH
al-marifat.org

سے گزرتے ہوئے بھی ڈرتے تھے۔خواجہ صاحب نے سرکنڈوں کی باڑھ لگا کر مسجد کے لئے رقبہ مخصوص کرلیا۔ذکروفکر کی مجلس شروع ہوگئی ۔جنگل میں منگل کی مثال صادق ہوئی۔کچھ عرصہ بعد مولانا عبدالقادر صاحب بھی حضرت کے پاس آ گئے۔دونوں بزرگوں نے اپنے ہاتھوں سے مٹی کھود کر گارا تیار کر کے اینٹیں بنائیں اور بھٹی میں پکا کران سے مسجد تیار کی جواب تک موجود ہے۔رفتہ رفتہ آبادی بڑھنے لگی تو آپ نے اس جگہ کا نام دین پور شریف رکھا۔یہاں قیام کے دوران ہی مولانا عبدالقادر صاحب کی اہلیہ وفات پا گئیں۔ان کے بطن سے ایک بیٹا مولوی محمد عبداللہ تھے جن کے صاحبزادے مولوی عبدالشکور دین پوری ہیں۔

حضرت خواجہ غلام محمد دین پوری صاحب نے اپنی بڑی لڑکی مولانا عبدالقادر کے نکاح میں دے دی۔اس خاتون کے بطن سے متعدد اولاد ہوئی مگر اس میں سے صرف ایک مولانا عبدالمنان زندہ ہیں۔کچھ مدت بعد آپ کی بڑی لڑکی کا انتقال ہو گیا تو آپ نے چھوٹی بیٹی مولانا عبدالوادر کے نکاح میں دے دی۔اس سے مولانا محمد بشیر عبدالرحمٰن،حبیب الرحمٰن اولادِ نرینہ اس وقت موجود ہیں۔

دین پور شریف میں دین کی باغ و بہار کی خبریں سن کر حضرت خواجہ صاحب کے بڑے بھائی محمد اسماعیل خان آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بڑی منت سماجت کی کہ آپ جھنگ واپس چلیں اور مستقل طور پر رہائش اختیار کریں۔نیز اپنی جدی جائیداد کا ورثہ بھی لیں مگر حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا مجھے مرشد نے حکم دیا ہے کہ میں اسی جگہ رہ کر دین کی خدمت کروں جدی جائیداد کے حقوق میں نے آپ کو بخش دیئے ہیں۔

حضرت خواجہ غلام محمد صاحب علماء دیوبند سے گہرے مراسم رکھتے تھے اور آپ کا آنا جانا بھی تھا۔دیوبند کی مجالس میں ہی حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن اسیرِ مالٹا،مولانا انور شاہ کاشمیری،مولانا حسین احمد مدنی،امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی سے تعلقات پیدا ہوئے جو آخر تک رہے۔مولانا سندھی آپ سے بیعت ہوئے اور جب مولانا سندھی کابل روانہ ہونے لگے تو سب سے پہلے دین پور شریف آئے۔ اپنے مرشد حضرت خواجہ غلام محمد صاحب کو وہ سیاسی نقشہ بتایا جو حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن نے ہندوستان کی آزادی کے لئے مرتب کیا تھا۔اور پھر مرشد کی اجازت سے کابل روانہ ہو گئے۔کابل کو روانگی سے قبل حضرت مولانا سندھی نے اپنا مختصر گھریلو سامان اور بیٹی مولانا عبد القادر کے حوالے کر کے فرمایا جب میری بچی جوان ہو جائے تو کسی نیک نہاد مردِ صالح سے بیاہ دینا اس کا میں اختیار دے رہا ہوں۔مولانا عبدالقادر نے مولانا سندھی کی دختر کو قرآن وحدیث،فقہ وترجمہ سے آراستہ کیا۔یہ بچی نہایت عقیل اور ذہین تھی۔بہت جلد علومِ اسلامیہ پر حاوی ہو گئی۔اتفاق ایسا ہوا حضرت خواجہ غلام محمد صاحب کی دوسری اہلیہ محترمہ جن کے بطن سے مولانا عبدالہادی صاحب موجودہ سجادہ نشین دین پور شریف پیدا ہوئے،وفات پا گئیں۔تو مولانا عبدالقادر نے حضرت مولانا عبیداللہ سندھی کی دختر کا نکاح حضرت خواجہ دین پوری صاحب سے کر دیا۔اس عظیم المرتبت خاتون کے بطن سے خواجہ صاحب کے دو لڑکے پیدا ہوئے۔میاں عبدالحق وفات پا چکے ہیں اور میاں

من عرف نفسه فقد عرف ربه (حضرت علیؓ)
He who KNEW himself, no doubt KNEW ALLAH
al-marifat.org

ظہیرالحق صاحب زندہ ہیں۔ مولانا سندھی کی دختر بھی بقیدِ حیات ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب کی علمی روحانی اور فکری عظمت کی دلیل اور کیا ہوسکتی ہے کہ امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور حضرتِ اقدس مولانا احمد علی لاہوریؒ ایسے بزرگوں نے اُن سے اکتسابِ علم کیا۔
یہاں اس بات کا تذکرہ بھی مناسب ہوگا کہ حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ کے والد ماجد نے وفات پائی تو حضرت خواجہ غلام محمد صاحب نے مولانا احمد علی لاہوریؒ کی والدہ کا نکاح حضرت مولانا سندھی صاحبؒ سے کردیا تھا۔

حضرت خواجہ غلام محمد دین پوری صاحبؒ نے ۱۳۵۳ھ میں ایک سو دس سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور اپنے پیچھے لاکھوں عقیدت مند چھوڑ گئے۔ حضرت خواجہ صاحب کے مختصر حالاتِ زندگی کے ساتھ آپ کی روحانی عظمت اور سیاسی خدمات کے بارے میں بھی کچھ تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں۔ اور اس سلسلہ میں برِصغیر کے مشاہیر ہی کی آراء پر اکتفا کروں گا۔

حضرت حافظ محمد صدیق بھرچونڈی شریف فرماتے ہیں کہ مولانا سندھی مجھ سے بیعت ہوئے کیونکہ وہ جلالی تھے ان کی تربیتِ جمالی کی ضرورت تھی اس لئے میں غوث الزماں حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوری کے سپرد کرتا ہوں۔ جو سراسر جمال ہیں اور اُن کی تربیت حضرت مولانا سندھی پر جمالیانہ اثر انداز ہوگی۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن اسیرِ مالٹا اور محدثِ اعظم علامہ انور شاہ کاشمیری فرماتے تھے کہ حضرت دین پوری اپنے زمانے کے عارفِ کامل اور ولی بیدل تھے اُن کے چہرے پر صرف نظر ڈالنے سے کئی مقاماتِ ولایت طے ہوجاتے تھے۔

شیخ العرب حضرت حسین احمد مدنی فرماتے ہیں کہ حضرت دین پوری روحانیت کی اُس منزل پر ہیں جہاں انسانیت کا نقطہ عروج ہے۔ اسی لئے حضرت موصوف حضرت دین پوری سے سلسلہ قادریہ میں تبرکاً مجاز تھے۔

ایک دفعہ مولانا عبیداللہ سندھی کی معیت میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی دین پور تشریف لے گئے۔ حکیم الامت گھوڑے پر سوار تھے حضرت دین پوری اُن کی پیشوائی کے لئے سڑک پر تشریف لائے۔ ابھی دونوں میں کئی گز کا واصلہ تھا۔ جب حکیم الامت کی نظر حضرت دین پوری کے چہرہ پر پڑی تو فوراً گھوڑے سے اُتر گئے اور فرمایا عبیداللہ تم نے مجھے مار ڈالا، یہ کیوں نہ بتایا کہ یہاں اس درجہ کامل ولی رہتا ہے۔

حضرت شیر محمد شرقپوری فرماتے ہیں کہ حضرت غلام محمد صاحب کی ایک نگاہ ہی انسان کی تقدیر بدل دیتی ہے۔

من عرف نفسه فقد عرف ربه (حضرت علیؑ)
He who KNEW himself, no doubt KNEW ALLAH
al-marifat.org

حضرت خواجہ صاحب ایک دردمند انسان تھے۔ اورانگریز سے نفرت اُن کا ایمان تھا اس لئے علماء دیوبند سے اُن کے روابط قائم ہوئے۔ خواجہ صاحب نے متعدد بار دیوبند کی مجالس میں شرکت فرمائی۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ جمیعتہ الانصار جس کی تنظیم کے انچارج مولانا سندھی تھے آپ ہی کے مشورہ سے شروع ہوئی۔ خواجہ غلام محمد صاحب ''تحریک ریشمی رومال'' کے سلسلہ میں گرفتار ہوئے اور جالندھر جیل میں ایک عرصہ قید رہے۔ اسی جیل میں مولانا احمد علی لاہوری بھی قید کے دن گزار رہے تھے۔

مشہور رولٹ کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق تحریکِ ریشمی رومال کا مقصد یہ تھا کہ ہندوستان کو آزاد کرایا جائے، اس کے لئے ایک فوج حزب اللہ کے نام سے قائم کی گئی تھی جس کے کمانڈر شیخ الہند مولانا محمود الحسن تھے۔ ۱۹۱۴ء میں اس تحریکِ آزادی کا انکشاف ہوا۔ اس کا دفتر کابل اور بڑا مرکز مدینہ منورہ میں قائم تھا۔ برطانوی حکومت نے علماء دیوبند اور حضرت دین پوری کو گرفتار کرلیا۔ مولانا حسین احمد مدنی ''نقشِ حیات'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت دین پوری کی گرفتاری پر عوام میں اس قدر اشتعال پیدا ہوا کہ حکومت اُن کو رہا کرنے پر مجبور ہوگئی۔

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں آپ کی عمر ۶۳ کے قریب تھی۔ حضرت حافظ محمد صدیق سے بیعت کے بعد طبیعت ذکرِ الٰہی کی طرف زیادہ مائل ہوگئی۔ اس لئے علومِ ظاہری کی تکمیل نہ ہوسکی۔ حضرت کی طبیعت جمالی تھی ہر معاملہ میں راضی برضا تھے۔ صبر وتحمل اور بُردباری کا یہ عالم تھا کہ بڑے سے بڑے دشمن کے خلاف بھی حرفِ شکایت زبان پر نہ لاتے بلکہ اُلٹا انہیں اپنی محبت وشفقت سے نوازتے۔ دشمن کی گالیوں کے عوض سنتِ نبویؐ کے مطابق دعائیں دیتے۔ روحانی اعتبار سے آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ حضرت شیخ التفسیر فرمایا کرتے تھے کہ میرے دونوں مربیوں کا درجہ خواجہ نظام الدین اولیاء سے کم نہیں اور یہ میں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں۔ پہلی جنگِ عظیم کے دوران برطانوی حکومت نے آپ کو پابہ زنجیر کیا کیونکہ آپ کی خانقاہ آزادی پسندوں کی آماجگاہ تھی۔ علماء حق مصنفہ مولانا محمد میاں، نقشِ حیات مصنفہ مولانا حسین احمد مدنی اور حضرت مولانا عبیداللہ سندھی کی ڈائری میں اس کا ذکر موجود ہے۔ سید العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی بھی آپ سے سلسلہ قادریہ میں مجاز تھے۔ آپ کے ہاں اب تک نمازِ مغرب کے بعد خاندانِ قادریہ کے دستور کے مطابق حلقہ ذکر بالالتزام ہوتا ہے۔

آخر عمر میں ہر وقت یادِ الٰہی کے باعث استغراق رہتا تھا۔ لیکن کیا مجال جو ایک نماز بھی چھوٹی ہو۔ چنانچہ اسی استغراق کی حالت میں آپ نے بمطابق ۲۳ مارچ ۱۹۳۵ء ۱۲ بجے رات ۱۱۴ سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کا مزار دین پور (ضلع رحیم یار خان) میں آج بھی مرجع خواص وعوام ہے۔ آپ کے پائینتی کی سمت قدموں میں امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی آخری نیند سو رہے ہیں۔